ہمارا مذہب ہماری سیاہ کاریوں کی پردہ پوشی کرتا ہے

تاہم، ہماری گنہگار فطرت نے ہمیں اپنے پاک خدا
سے الگ کرر کھا ہے
اور، اُس بدی کرنے والے کی تابعداری میں،
ہم خود بھی بدکار ہو گئے ہیں،
گو کہ ہم اپنے مذہب کے لبادے کے نیچے،
اپنے گناہوں کو چھپانا پسند کرتے۔
لیکن اللہ تعالٰی ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا
اُس کی نظروں میں تمام چیزیں
ننگی اور کھلی ہیں
جسکے ساتھ بہر حال ہمارا تعلق ہے۔
وہ جس نے آنکھ بنائی
کیا وہ خود دیکھ نہیں سکتا؟
یہاں تک کہ ٹھٹھاباز بھی جانتے ہیں
کہ ہم اپنے باپ شیطان کے ہیں
اگر ہم اپنے باپ کی سی بُری خواہش رکھتے ہوں۔
صرف خدا کا کلام ہی
ہمارے دلوں سے ہمکلام ہو کر
نئی تخلیق کی فطرت پیدا کر سکتا ہے۔
جب تک ہم اپنا بھروسہ
زندہ کلام کے علاوہ کسی اور چیز میں رکھتے ہیں
تو وہ "چیز" اصل میں ہمارا خدا بن جاتی ہے
اور ہم اس کے غلام۔
ہم چاہے کتنی ہی مذہبی عقیدت کیساتھ

اپنے تمام مذہبی قوانین اور دستور کی پابندی کرتے ہوں،
توبھی اس بُت یعنی "چیز" نے ہمارے دلوں میں کلام
کی جگہ پر قبضہ کر رکھا ہوتا ہے۔
اور یہ بُت ہمیں خرابی کی طرف مائل کرتا ہے۔
اب امر و نہی کے احکام
ہمارے روحانی لڑکپن
کیلئے ابتدائی راہنما تو ہیں
لیکن اب وقت آچکا ہے
کہ ہم اس مذہبی رسم ورواج
کی ابتدائی نگرانی سے آگے بڑھیں۔
اور بالغ ورثاء کی مانند
روحانی لےپالک بنائے جائیں۔
جب زندہ کلام
ہمارے اندر گھر کرتا ہے
توہمیں اولاد کی سی تابعداری کی روح ملتی ہے ؛
اور ہم حضرت ابراہیم کی روحانی اولاد بن جاتے ہیں
اور خدا ہمارا باپ بن جاتا ہے۔
کیونکہ خدا نے ہمارے دلوں میں
اپنا زندہ کلام بھیجا کہ ہم اُسکی شبیہ پر
بحال ہو کر اُسکی رفاقت کیلئے تیار ہوں،
اور بلا جھجک اپنے باپ کے ساتھ چلیں
اور قوانین کے نیچے اجنبیوں کی طرح لڑکھڑاتے نہ رہیں۔

مردِ خدا سوچتا ہے کہ کس طرح عائشہ

کے ازدواجی بندھن کو بچایا جائے

مردِ خدا عائشہ کے بارے میں سوچتا ہے
کہ وہ کس طرح خدا کی مغفرت کو سمجھنا سیکھے ؟
ایسا نہیں ہے کہ خدا کو پیار کرنے اور خدمت کرنے
سے ہمیں مغفرت کی یقین دہانی ملے اُن اعمال کی بنیاد پر
جو ہم نے خدا کے لئے کئے۔
بلکہ خدا نے اپنی محبت اور کرم سے یوں خدمت کی
کہ گناہ کی عدالت کرنیوالے نے ہمارے گناہوں کا
تمام بوجھ خود اُٹھالیا اور سزا اپنے اوپر لے لی۔
اللہ تعالیٰ کے کلام کی لازوال عدالت
اُس کے کلام کی لازوال رحمت بھی بن گئی!
لیکن کیسے ؟
اُس کے کلام کی مجسم شکل، یعنی عیسیٰ المسیح میں۔
پس اس بنیاد پر کہ خدا نے ہمارے لئے کیا کیا
ہم اسکی مغفرت کا یقین کر سکتے ہیں
کیونکہ اُس نے اپنے کلام کے ذریعہ سے ہمیں ایک نیا ذہن عطا کیا
اور اپنی دائمی روح کے ذریعے ایک پیار بھرا ضمیر عطا کیا۔
اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ خود اپنے بارے میں الٰہی فراست سے غور و خوض کیا
اور یہ فہم و فراست اس کا کلام ہی ہے۔(۲۲)
عیسیٰ المسیح خود ہی وہ کلام ہے
اور وہ ازلی کلام ہے
جس کے الفاظ ہمیشہ قائم رہیں گے۔
حضرت عیسیٰ کی کتاب پیدائش سے لے کر مکاشفہ تک ہے
جو اپنی تعلیم میں غلطیوں سے مبّرا ہے،

اور اُن لوگوں کیلئے، جو ازلی روح کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں،
اس کتاب کی ہر سورۃ کا چھپا ہُوا منبع اور عنوان حضرت عیسیٰ ہی ہیں۔
اور چونکہ کلام باپ کا چھپا ہُوا ذہن آشکارہ کرتا ہے،
اسلئے اللہ تعالیٰ کا مدعا یہ ہے کہ اس کا ذہن ہم میں بھی سرایت کرے
اسی طرح، جیسا کہ اسکے کلام میں ہے۔ (۲۴)
لیکن اسکی پاکیزگی کے عکس کا منعکس
پاش پاش ہو چکا ہے،
اور تمام نسلِ اِنسانی نے، حلیم اور سعاد تمند کلام کے خلاف،
مضحکہ خیز غرور اور بغاوت کے باعث اپنا حلیہ بگاڑ لیا ہے
گناہ کی وجہ سے گری ہوئی نسلِ اِنسانی میں
اب بھی اس منعکس کرنے والے ضمیر کے کچھ نشان باقی ہیں۔
نظروں کے سامنے موجود ایک آئینے کی طرح،
ضمیر، نسلِ اِنسانی کو بتاتا ہے
کہ ہم کسقدر بہتر ہوتے
اگر اِنسان نے غرور اور خود پرستی کے
اِنعطافی عمل سے اُس راست عکس کو بگاڑا نہ ہوتا۔
تاہم، ہمارے پاس کوئی حیلہ بہانہ موجود نہیں ہے
جس کی وجہ سے ہم سچائی کو قبول کرنے سے گریز کریں۔
گناہ کی طرف مائل نسلِ اِنسانی
ان کی طرح ہے جن کو کسی وقت یہ حق حاصل تھا
کہ وہ قدِ آدم آئینے میں اپنی کامل شکل کی جھلک دیکھیں۔
مگر وہ دیکھنے کے بعد نافرمان ہو کر چلتے بنے
اور بھول گئے کہ انہوں نے آئینے میں کیا دیکھا تھا۔
اور یہ کامل شکل حضرت عیسیٰ یعنی روح اللہ میں نظر آتی ہے
یا پھر اللہ تعالیٰ کے پدرانہ دل میں۔
جس میں سے ابتدا میں کلام ہمکلام ہُوا

اور جسے پھر جنبش دی گئی کہ
وہ آدم کے بھٹکے ہوئے گھرانے سے ہمکلام ہو۔
اُس نے پکارا : "میں نے لڑکوں کو پالا لیکن انہوں نے
مجھ سے سرکشی کی"
کلام وہ بن گیا
جس کو آنا تھا یعنی
آسمانی ابنِ آدم
"بر نشاء" (ارامی زبان میں ابنِ آدم) (۲۵)
دانی ایل نبی نے جلال کے بادلوں میں اسے دیکھا اور لکھا :
"میں نے رات کو رویا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں
کہ ایک شخص آدمزاد کی مانند آسمان کے بادلوں میں آیا
......اور اسے دی گئی......ایک سلطنت...... تاکہ سب لوگ
اور امتیں اور اہل لغت اسکی خدمتگزاری کریں۔" (۲۶)
کلام جو ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا،
وہ کلام جو خدا تھا،
یہ وہی کلام تھا جو مجسم ہوا،
اور ہمارے درمیان رہا،
اور شاگردوں سے کہنے لگا،
"میں تم سے سچ کہتا ہوں
کہ تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے
اور ابنِ آدم پر اترتے دیکھو گے۔"
پس کلام آیا، اور
مُردہ اِنسانیت کو اپنے کلام سے نئے وجود میں زندہ کیا۔
جس طرح باغِ عدن میں گناہ اور اِبلیس نے
آدم کو مغلوب کیا اور وہ
موت کی طرف نیچے اترا

اسی طرح اب ممکن ہُوا کہ آدم باغ کی خالی قبر میں سے اوپر زندگی کی طرف جائے۔
اسکے ذریعے جو ہمارے لئے غالب آیا
یعنی وہ جو فتحمند ہو کر ہمارا امام،
ہمارا نمائندہ،
ہمارا لئے نمونہ،
۔ایک اِنسان جو یہ سب کچھ تھا،
لیکن اِنسان سے بڑھکر،
خدا کی تمام صفات کا حامل،
اللہ کا دائمی شخصی کلام
خدا یعنی آقا سے خدا کلمہ بنا۔

نور سے نور،
خدا سے خدا۔
جبکہ یہ سچ ہے
کہ کلام جو ہے،
جو تھا،
اور جو آنے والا ہے،
کلام جو
خدا کی واضح سوچ،
خدا کی کامل شبیہ،
خدا کی صدائے تخلیق۔
۔جب کہ یہی کلام
نازل ہُوا تا کہ ہمارے دلوں
میں ایمان کے ساتھ سکونت کرے
اور ہمیں وہ بنالے جو وہ خود ہے

یعنی ہمیں خدا کی شبیہ پر بحال کرے
تا کہ ہم بطور فرزند اس کے باپ کی طرف رجوع لا سکیں
اور فرشتوں سے بڑھ کر
اس کے ساتھ اوپر اٹھائے جائیں۔
(کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم فرشتوں کی عدالت کریں گے ؟)
۔کیونکہ یہ سچ ہے
کیا ہم اس سے یہ نہیں سیکھ سکتے
کہ بے دینی کی زندگی کو رد کر کے اور دنیاوی خواہشوں کو ترک کر کے
اس دنیا میں
پرہیزگاری،
راستبازی اور خدا پرستی کی زندگی گذاریں ؟
کیونکہ اس نے ہم پر خود اپنا کلام آشکارا کیا
تا کہ ہم اللہ کی کامل اطاعت کریں
اور اسکی مرضی پر پورا توکل کریں،
و راس کے ذریعے اور اس پر ایمان لانے سے
ہمیشہ کیلئے مخلصی حاصل کریں،
کیا ہم جانتے ہیں کہ سچے واحد خدا
کی تابعداری میں اِنسان کیلئے کیا اِمکانات ہیں ؟
پس مردِ خدا نے، عائشہ اور احمد کیلئے، جو شیطان سے
برسرِ پیکار تھے، سیدھے راستے کی تعریف پر روشنی ڈالی۔

اللہ تعالیٰ شیطان کو باندھتا ہے

مردِ خدا جانتا تھا کہ خدا کی بادشاہی

ایک امۃ ہے(۲۸)، یعنی
ایک گھر جس میں تنگ پھاٹک یا تنگ دروازے
کے ذریعے داخل ہوتا ہے،
لیکن "ایک زور آور شخص" نے خدا کے گھر کی طاقت کو ہتھیایا،
یعنی ابلیس (بدی کا شہزادہ) نے خدا کے گھر میں
اِنسانیت کو اسیر کیا
اب ابلیس کے مال پر ڈاکہ ڈالنا ہوگا
تا کہ اِنسان کو اسکے چنگل سے آزاد کرایا جائے۔
ابلیس کی طاقت موت ہے
کیونکہ سب اِنسان جو آزمائش اور گناہ میں پڑتے ہیں
ان کی سزا موت ہے
گناہ نہایت بھیانک مزدوری ادا کرتا ہے...... موت۔
موت ان کیلئے بھیانک مزدوری ہے
جن کو شیطان نے گناہ کے کاموں میں لگایا ہوا ہے۔
چاہیے کہ اس زور آور کے مال پر ڈاکہ ڈال کر
انسانوں کو اسیر کرنے کی طاقت، جو کہ موت کا خوف ہے،
اور جو انسانوں کو تباہی کیلئے آزماتی ہے، چھین لی جائے۔
گناہ اور موت کے شریعت کے مطابق
اللہ کا کلام ہی اس مال پر ڈاکہ ڈال کر
ابلیس کو شکست دے سکتا ہے۔
پس کلام اللہ یعنی حضرت عیسیٰ کے بارہ میں کہا گیا ہے
کہ 'وہ اپنی موت کو وسیلہ سے ابلیس کی تمام طاقت چھین لے،
جسے موت پر اختیار حاصل تھا۔'
"خوشخبری جسکا مردِ خدا نے اعلان کیا
یہ ہی قوت ہے،
روحانی زندگی کی قوت روحانی موت پر،

قوت جو ہمیں ہر بدی سے بچاتی ہے
اور جلد ہی ہمیں برائی کی موجودگی سے رہا کریگی
جب تمام چیزیں اللہ کے کلام کے تابع کردی جائینگی
اور کلام خود کو بھی اس کے تابع کردیگا
جس نے تمام چیزیں کلام کے تابع کردیں،
تاکہ سب میں اللہ ہی سب کچھ ہو۔(۲۹)
لیکن جب اللہ کا کلام، حضرت عیسیٰ، واپس آئیں گے،
کیا زمین پر ایمان پائیگا؟
کیونکہ یہودی امت میں سے بہت سوں نے اسکے بارے میں یقین نہ کیا؛ اور
چونکہ اللہ کے کلام نے انکے دلوں پر حکمرانی نہ کی
اسے بطور اپنا بادشاہ حقارت سے ردّ کردیا گیا،
اور انہوں نے اسکی بادشاہت کا احترام نہ کیا۔
"لیکن جب انہوں نے کہا (تکبّر سے)
'ہم نے عیسیٰ المسیح کو قتل کردیا،
ابنِ مریم کو،
اللہ کے رسول کو'
انہوں نے اسکو قتل نہیں کیا،
لیکن ایسا کیا گیا
کہ اُن پر ظاہر ہو......(۳۰)
ایسا صرف دکھائی دیا
لوگوں نے نہ کہ اللہ نے اُن کی موت کا تقرر کیا۔
پس 'خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے!'
اور خدا نے "اسے غمگین کیا،"
جیسی کہ نبیوں نے پیشگوئیاں کی تھیں
عیسیٰ المسیح نے اعتراف کیا اور اس بات کی نفی نہیں کی،
"کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں

بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں
مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے
اور اسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔"
کیا آپ نہیں جانتے کہ خدا کے کلام نے دانستہ طور سے موت گوارہ کی؟
اسی لئے وہ پیدا ہوا تھا
اور اسی لئے موت کو اپنے اوپر لیا
اور یہی وجہ تھی کہ خدا نے اسے اس دنیا میں بھیجا
کیونکہ خدا نے جہان سے ایسا پیار کیا
کہ اس نے اپنا اکلوتا زندہ کلام دے دیا
کہ وہ گناہ کو ڈھانکنے والی قربانی ہو
ایک "عظیم قربانی"
جیسا کہ کہا گیا ہے
"خدا نے فرمایا:
عیسیٰ میں تمہاری دنیا میں رہنے کی
مدت پوری کر کے تمہیں اپنی طرف اٹھا لونگا..." (۳۲)
کیا آپ نے نہیں پڑھا کہ یہودی لوگوں نے
اللہ سے وعدہ کیا
"جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز نہ لے کر آئے
جس کو آگ آکر کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں؟ (۳۳)
کیا آپ نے نہیں پڑھا کہ اللہ
جو شفقت میں غنی ہے
اسکی عظیم محبت جس سے اس نے ہم سے پیار کیا
ایسے وقت بھی جب کہ ہم گناہ کی وجہ سے مردہ تھے۔
(جیسے بھیڑوں کو قربانی کے لئے لے جایا جاتا ہے،
جیسے حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کو قربانی کیلئے لے کر گئے)،
کہ اللہ نے دنیا سے ایسا پیار کیا

کہ اس نے حضرت ابراہیم کی تباہ شدہ نسل کو مخلصی بخشی"؟(۳۴)
کیا آپ یسعیاہ نبی کی پیشگوئیوں سے ناواقف ہیں
(جو بحر مردار کی دستاویز میں مکمل طور پر محفوظ ہیں
اور سات سو سال بعد یسوع المسیح کی موت میں پوری ہوئی ہیں) :
"لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے۔
اس نے اسے غمگین کیا،
جب اسکی جان گناہ کی قربانی کیلئے گذرانی جائیگی،
تو وہ (مسیح) اپنی نسل کو دیکھے گا۔
اس کی عمر دراز ہو گی
اور خداوند کی مرضی
اس کے ہاتھ کے وسیلہ سے پوری ہو گی۔
اور اپنی جان کا دکھ اٹھا کر
وہ (مسیح) اسے دیکھے گا
اور سیر ہو گا
اپنے ہی عرفان سے میرا صادق خادم
بہتیروں کو راستباز ٹھہرائے گا
کیونکہ انکی بدکاری خود اٹھالیگا۔"
کیا ہم، پھر، حضرت ابراہیم کی تباہ شدہ نسل نہیں ہیں؟
ہر گز نہیں۔
بلکہ خدا نے ان کو (یسوع کو) اپنی طرف اٹھالیا......(۳۷)
اور اللہ نے ہمیں بھی حضرت عیسیٰ کے ساتھ
روحانی طور پر زندہ کیا
(ہم فضل سے بچائے جاتے ہیں)
اور حضرت ابراہیم کی روحانی نسل کے طور پر
ہم اس کے ساتھ اٹھالئے گئے
اور ہمیں فتحمند ہو کر اسکی دائمی امۃ

کے ساتھ بیٹھنے کا شرف بخشا۔
تاہم، اب جبکہ سیاہ کاری
اس دنیا میں مکمل طور سے موجود ہے
یہی زندہ کلام
جو کہ آسمان پر اٹھایا گیا
اسی طرح، جیسے اٹھایا گیا
ایک بار پھر واپس آئیگا
اور پھر ایسا ہو گا جیسا کہ کہا گیا ہے
"جس دن آسمان ابر کے ساتھ پھٹ جائیگا،
اور فرشتے نازل کئے جائینگے۔
اس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہو گی
اور وہ دن کافروں پر مشکل ہو گا......"
"اور وہ (عیسیٰ)
قیامت (آنیوالی) کی نشانی ہے:

تو اس میں شک نہ کرو......"(۳۹)
"تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہو گا) اور
فرشتے قطار باندھ باندھ کر آموجود ہونگے۔"(سورۃ الفجر ۸۹ : ۲۲)
اس دن کلام اللہ لڑے گا۔
وہ دن جہاد کا ہو گا، یعنی اسکی پاک جنگ کا
اور کلام اللہ المسیح، الدجال کو مار ڈالے گا، یعنی
مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی کو
ان سب کے سمیت جن کو جھوٹے کشف دکھائی دیتے ہیں
یا جو ان سے صلاح لیتے ہیں
یا وہ جو ایک مختلف عقیدہ لے کر آئے ہیں
جو کہ عیسیٰ المسیح کی تعلیم کے بر خلاف ہے

اس دن ایسا ہوگا جیسا کہ یحیٰ (یوحنا)
حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے ایک :
"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا
اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے
اور اس پر ایک سوار ہے
جو سچا اور بر حق کہلاتا ہے
اور راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔
اور اسکی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں
اور اسکے سر پر بہت سے تاج ہیں،
اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے
جسکو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔
اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے
اور اس کا نام
کلامِ خدا کہلاتا ہے۔" (مکاشفہ ۱۹ : ۱۱تا۱۳)
یہ کلام ایک بار پھر آرہا ہے
خدا کے فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ
وہ آرہا ہے کہ نہ ماننے والے گناہگاروں کو سزا دے
اور ایمانداروں کو جو آخر تک ثابت قدم رہتے ہیں ان کو بچائے۔
اور پھر بادشاہت خدا کی ہوگی
تاہم اگر پہلے آدم کے گناہ سے
انسانیت موت میں داخل ہوئی،
ایک راستباز نئے آدم یعنی کلام اللہ کی موت سے
انسانیت زندگی میں داخل ہوئی
وہ جو انسان کی طرح آیا تاکہ
شیطان کو باندھے اور اسکا مال لوٹے
موت کے وسیلہ سے

سب انسانوں کو رہائی بخشی
اور موت کے ڈر سے،
موت کی طاقت سے،
موت کے حلقے سے،
اور موت کی شریعت سے رہائی بخشی۔
کیونکہ جو بھی عیسیٰ کلام اللہ پر ایمان لاتا ہے
وہ موت کو نہ دیکھے گا،
جو کہ شیطان کے لئے مخصوص کی گئی،
دوسری موت،
یعنی آگ کی جھیل میں۔
کیونکہ ایک شخص نے تمام انسانیت کے لئے موت گوارہ کی
تو سب انسان اس ایک شخص میں مر گئے
اور اب شیطان کو ان کے اوپر اختیار حاصل نہیں ہے
وہ جو کلام اللہ یعنی المسیح کے
خون کے ذریعے غالب آئے
ان کی طرح ہیں جو المسیح کے فضل کی گواہی کے
اچھے اقرار کے ذریعے شیطان پر غالب آتے ہیں
وہی جو ہمیں آگ کی جھیل کی دوسرے موت سے بچاتا ہے۔
اسی وقت مردِ خدا پر یہ راز فاش ہوا
کہ شیطان کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔
یہ خدا کے گھر میں تنگ دروازے سے داخل
ہونے کا راز ہے
اللہ کی بادشاہت میں داخل ہونے کا
چھوٹا پھاٹک۔
یہ کلام کا خون ہے
المسیح کی موت ہے

اور بہت کم ہیں جو اس راز کو جان سکے.
کیونکہ حضرت عیسیٰ نے خود فرمایا:
"تنگ دروازے سے داخل ہو
کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے
اور وہ راستہ کشادہ ہے
جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے
اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں
کیونکہ دروازہ تنگ ہے
اور وہ راستہ سکڑا ہے
جو زندگی کو پہنچاتا ہے
اسکو پانے والے تھوڑے ہیں۔"(متی ۷ : ۱۳۔۱۴)

اللہ تعالیٰ مردِ خدا کو دکھاتا ہے کہ شیطان سے کس طرح برسرِ پیکار ہونا ہے

جب احمد نے مردِ خدا کو ٹیلیفون کیا
اور ان کو بتایا کہ عائشہ جھوٹے مرشد اور
اس کی "روحانی، نوری مخلوقات" سے مشورت کر رہی ہے،
تو مردِ خدا اپنے بستر پر لیٹ گیا اور بہت گہری نیند سو گیا۔
تقریباً رات کے تین بجے تھے
کہ ایک آواز مردِ خدا سے ہم کلام ہوئی۔
آواز اتنی اونچی تھی کہ مردِ خدا کی آنکھ کھل گئی
اور وہ مکمل جاگ گیا۔
یہ آواز گہری گونجتی ہوئی مردانہ
لیکن صنفِ نازک کی طرح ملائم تھی

اور اس نے اپنے منہ سے ایک لفظ نکالا،
ایک بد نما چھوٹا سا لفظ
جسے مردِ خدا نے نہ پہچانا
پھر بھی آواز اس کے کانوں میں اسقدر گونجی
کہ اس کو جگا دیا
مردِ خدا نے اپنی آنکھیں کھولیں اور
وہ کمرہ جہاں وہ سو رہا تھا سارے کا سارا
سرخ روشنی سے بھڑکنے لگا
Brilliant as a strobe light
کمرہ تو اندھیرے میں ڈوبا ہُوا تھا
جیسا کہ رات کے تین بجے ہوتا ہی ہے
مگر کمرے کی سب چیزیں واضح نظر آ رہی تھیں۔
مردِ خدا اٹھ کھڑا ہُوا تا کہ یہ جان سکے
کہ وہ واقعی ہی جاگا ہُوا ہے۔
یہ عجیب وغریب روشنی
جو یقینی طور پر ایک موقوف الفطرت نزول تھا
جاری رہی۔ پھر مالک خود ہمکلام ہُوا
اور مردِ خدا سے ایک ٹھہری ہُوی باریک آواز میں کہنے لگا
"وہ (عائشہ) شیطان سے دعا مانگتی ہے۔
اپنے آپ کو عیسیٰ کے لہو کے کلام میں چھپالو۔" (۴۰)
مردِ خدا ایک دم روحانی کشمکش کی
نوعیت کو سمجھ گیا:
شیطان مردِ خدا پر حملہ کر رہا تھا
کیونکہ عائشہ اسکی ملکیت تھی
اور شیطان اپنے مال کی حفاظت کر رہا تھا۔
مردِ خدا نے ایمان کے ساتھ ان سادہ الفاظ میں کہا۔

"میں اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کے خون میں چھپالونگا۔"
یکدم وہ تیز روشنی مدھم پڑ گئی
کہیں یہ کہا گیا ہے: "شیطان کا مقابلہ کرو،
حضرت عیسیٰ اور اسکے خون پر ایمان لا کر
اقرار کرنے سے اسے مغلوب کرو
اور وہ تم سے بھاگ جائیگا۔"
مردِ خدا لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں
ایکدم اس نے کشف میں،
جو اللہ کی لازوال روح کی طرف سے تھا، دیکھا
کہ عائشہ اور احمد کے گھر میں ایک بنڈل ہے
مردِ خدا کے اندر رہنے والی روح نے
اس کے دماغ پر زور ڈالا
کہ وہ احمد کو اسی لمحہ ٹیلی فون کرے
اور اسے بتائے کہ فوراً واپس گھر جائے۔
اور اپنے گھر کے ہر کمرے پر غلبہ حاصل کرے
اور اپنے حلقہ اختیار کو
اللہ کے خلیفہ حضرت عیسیٰ یعنی کلام اللہ کے
خون میں چھپالے۔
خاص طور سے مردِ خدا پر زور دیا گیا
کہ احمد اپنی بی بی عائشہ کو
کلام اللہ کے خون میں چھپائے
اور پر اسرار مواد کے اس خطرناک بنڈل کو
گھر سے نکال باہر کرے
اس بنڈل میں جو کچھ بھی ہو
چاہے اس میں تعویذ ہوں یا
کٹے ہوئے بال ہوں یا کٹے ہوئے ناخن ہوں یا فاطمہ کا ہاتھ ہو

گرہیں ہوں یا جادو اور جنتر منتر کا مواد ہو

یا اور کوئی فاسد مادّہ ہو،

چاہے وہ لعنت ہو یا رحمت

اسکو بری نگاہ جانکر اپنے سے دور کردے۔

کوئی بھی عمل یا چیز جو اللہ کی دائمی روح کو دکھ پہنچائے

۔۔اسکو محدود کر کر کے تباہ کرنا لازم ہے

جیسا کہ کہا گیا ہے

"...... تم اپنے دشمنوں کے آگے ٹھہر نہیں سکتے

جب تک تم اس مخصوص کی ہوئی چیز کو اپنے درمیان سے دور نہ کرو" (۳۱)

جو بھی اپنا ہاتھ ہل پر رکھتا ہے لیکن مڑ مڑ کر شیطانی بدکاری کو دیکھتا ہے

وہ اللہ کی بادشاہت کے لائق نہیں ہے۔

بہتر ہے کہ جنت میں خالی ہاتھ داخل ہوا جائے

نہ کہ ان سب گندی اشیاء کے ساتھ دوزخ میں گھسا جائے۔

کیونکہ پاکیزگی کے بغیر کوئی خدا کو نہ دیکھے گا۔

اگر آپ اس تمام غلاظت کو اپنی ملکیت میں رکھ کے دروازہ کھلا رکھیں

تو کوئی بھٹکی ہوئی روح جائیگی اور اپنے طرح کی سات اور بدروحوں کو لاکر

واپس آئیگی اور تمہیں دوزخ کی طرف گھسیٹ لیجائیگی۔

مردِ خدا نے خدا کا حکم مانا

گرچہ ابھی صبح کے چار نہیں بجے تھے

مردِ خدا نے احمد کو کال کیا اور اسے جگایا۔

مردِ خدا نے احمد کو کلام اللہ کے خون سے ڈھانک دیا۔

اور اللہ کو پکارا اور ٹیلی فون پر احمد کے لئے شفاعت کی۔

جب احمد نے سنا کہ مردِ خدا کو کیا ہو گیا ہے

تو اسکی سمجھ میں آیا کہ اس شیطانی اثر جسکا اسکے گھر پر غلبہ تھا

جو اسکے خاندان کے سکون کو تباہ کر رہا تھا،

اور اسکے بچوں کو اکھیڑ رہا تھا،

وہ اثر جو اسکی بی بی کو زیر کر رہا تھا

وہی شیطان مردِ خدا کو بھی ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا

تا کہ وہ اسکے گھر کو نہ بچائے۔

احمد نے مردِ خدا سے وعدہ کیا

کہ وہ اپنی بی بی کی خواہش کے مطابق اسی دن

طلاق کے کاغذات پر دستخط نہیں کریگا۔

نصیحت صاف ظاہر ہے :'روح میں ہر وقت دعا کرتے رہو'

روح میں دعا کرنے کا مطلب ہے

کہ روح کی طاقت سے دعا کرو

اور روح کے پھل نظر آئیں۔

جب مردِ خدا نے وہ ہنڈل دیکھا

تو اللہ تعالیٰ کی لازوال روح کے پھل کی بدولت

یعنی غیر فطری 'علم'(۴۲)

۔۔جو کہ وہ علم ہے جو غیب سے حاصل کیا گیا ہو۔

یعنی وہ علم جو طبعی دماغ کے استعمال سے حاصل نہ کیا جا سکے۔

'کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنا ہے بلکہ

......بے جسم مخلوقات کے ساتھ......

اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور

شرارت کی ان روحانی فوجوں سے

جو آسمانی مقاموں میں ہیں'(۴۳)

کلام کے معتبر اور قابل بھروسہ ہونے کا یقین کیسے کیا جائے

ہمیں ایک نئی روح حاصل کرنا ہوگی،

وہ روح جو لازوال ہے۔
کیونکہ خدا صرف ایمانداروں کے ساتھ
ہی وفادار ہوگا۔(۴۴)اور اسکی شفاف روشنی
کلام کے ذریعے صرف ان پر چمکے گی جو صاف دل ہیں
اور وہ شریر جو اسکے کلام سے ڈرنے سے قاصر ہیں
خدا ان سے ہر روز ناراض رہے گا۔(۴۵)
جیسے بہت عرصہ پہلے کچھ نے عیسیٰ المسیح
کو غلطی کا مرتکب ٹھہرانے میں جلدی کی
لیکن خود اپنی خطا کو دیر تک نہ جانا
پس آج یہ خبیث بے ایمان لوگ
وہی کچھ اس کے کلام کے ساتھ کر رہے ہیں۔

طبعی انسان روحانی باتوں کو نہیں سمجھ سکتا؛
وہ اسکی سمجھ سے بالاتر ہے،
وہ اسکے نزدیک حماقت ہے۔
کوئی کس طرح، لازوال اور ان باتوں کو
جن کو روحانی طور سے سمجھا جا سکے،
سمجھ سکتا ہے اگر اس کے پاس ابدی روح موجود نہیں ہے؟
صرف پڑھنا کافی نہیں ہے
الفاظ تو سیدھے ہیں لیکن پڑھنے والا ٹیڑھا۔
پڑھنے والے کو دوبارہ پیدا ہونا ہوگا۔
اور پھر ہی وہ سیدھے راستے پر لایا جا سکتا ہے۔
انسانی کوشش سے نہیں
بلکہ خدا کی مرضی سے۔(۴۶)